کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے رغبت پھیرنے کو حماقت کہا گیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں کی آزمائش میں کامیابی پر بتایا تھا

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

(رب نے) کہا "میں آپ کو لوگوں کا پیشوا بنانے لگا ہوں" (حوالہ البقرۃ۔۱۲۴)

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

"اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا تھا" (حوالہ النساء۔۱۲۵)

اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے بنی نوع انسان کیلئے دانائی اور حماقت، ہدایت اور گمراہی کا معیار مقرر فرمایا ہے

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ

"اور کون مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ (علیہ السلام) سے گریز کرسکتا ہے سوائے اس کے جو اپنے آپ کو احمق بنائے؟" (حوالہ البقرۃ۔۱۳۰)

يَرْغَبُ کا مادہ "رغ ب" ہے۔اس کے معنی کسی چیز کو بہت زیادہ چاہنا۔ارادہ کی وسعت (راغب) ابن فارس نے اس کے بنیادی معنی طلب کرنا، چاہنا اور وسعت بتائے ہیں۔ان معنوں میں سورۃ التوبہ کی ۵۹ اور القلم کی آیت ۳۲ میں یوں آیا ہے
إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ کہ ہمیں اللہ ہی میں رغبت ہے، اللہ سے ہم تمام امیدیں رکھتے ہیں۔جناب راغب نے کہا ہے کہ جب اس کے بعد "عن" آئے تو اس کا مطلب رغبت کو ہٹا لینا، پھیر لینا ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ میں مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ (علیہ السلام) سے انکار کرنے کا نہیں کہا گیا بلکہ چاہت، رغبت، شوق چھوڑ دینے والوں کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا کہ ایسا صرف وہ کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو احمق بنانے پر تلا ہوا ہو۔

مِلَّةَ کا مادہ "م ل ل" ہے۔سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۸۲ میں کاتب کو معاہدے کی شرائط، تفصیل املاء کرانے کے معنوں میں یوں استعمال ہوا ہے فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ "اس لئے وہ (کاتب) ضرور لکھے اور (مدت مقررہ میں دینا) جس کے ذمہ ہو وہ لکھائے" جناب راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) نے لغت "المفردات فی غریب القرآن" میں کہا ہے کہ مِلَّةَ کی اصل اسی سے ہے۔اس صورت میں مِلَّةَ کے معنی اور مفہوم کتاب میں لکھا ہوا قانون ہوں گے اور لکھا ہوا قانون لوگوں کیلئے ایک طریقہ کار اور راستہ متعین کرتا ہے۔"طَرِيق مَلِيل" اس واضح راستے کو کہتے ہیں جس پر بکثرت آمد و رفت ہوتی ہو۔اس اعتبار سے

بھی مِلَّةَ کے معنی اور مفہوم طریقہ اور راستہ کے ہوں گے۔ کتاب میں لکھا ہوا قانون اور راستہ انسان کیلئے رہنمائی (ہدایت) پانے کا ایک ذریعہ ہے۔اور انسانوں کا گروہ، جماعت جو کسی ایک قانون، راستے پر چلتے ہوں اس قانون، راستے کے حوالے سے ایک ملت کہلائیں گے۔البقرۃ کی آیت ۱۳۵ سے یہ مفہوم بالکل واضح ہے وَقَالُواْ كُونُواْ هُودًا أَوْ نَصَـٰرَىٰ تَهۡتَدُواْ ''اور وہ (اہل کتاب) کہتے ہیں ''یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تو ہدایت پاؤ گے'' قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِـۧمَ حَنِيفًا آپ (ﷺ) کہہ دیں ''نہیں (وہ ہدایت نہیں)، حقیقت میں ہدایت ابراہیم (علیہ السلام) حَنِيفًا کا طریقہ ہے''۔اور مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ (علیہ السلام) سے چاہت، رغبت، شوق چھوڑ دینے والے اپنے آپ کو احمق بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

ٱلۡكَعۡبَةَ تعمیر ہو جانے پر اس کے معماروں وَعَهِدۡنَآ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَـٰعِيلَ ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے عہد لیا گیا تھا أَن طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلۡعَـٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ کہ ''میرے گھر کو طواف، اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھنا'' (حوالہ البقرۃ۔۱۲۵)۔اور اس بات کو سورۃ الحج کی آیت ۲۶ میں یوں بتایا: وَطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلۡقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ''میرے گھر کو صاف ستھرا رکھیں طواف، اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے'' (حوالہ الحج۔۲۶)۔

کیا ابراہیم علیہ السلام کے اس قِبۡلَةَ سے عارضی یا مستقل طور پر پھرنا اور ہٹنا ان کے طریقے سے رغبت پھیرنا نہیں ہے؟